ادبِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اور

اُس کی اہمیت

مرتب
خسرو قاسم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

خاتم الانبیاء رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ اُبی واُمی کی ذات گرامی کی عظمت شان اتنی بلند وبرتر ہے کہ ایک عام انسان آپ کی صفات کا بیان کیوں کر کر سکتا ہے۔ اللہ رب العزت جب بذات خود آپ ﷺ کے بارے میں کہتا ہے کہ اے حبیب! آپ اخلاق کے بلند ترین مقام پر فائز ہیں۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں بھی اللہ نے آپ کو مخاطب فرمایا ہے، آپ کے اسم گرامی سے نہیں بلکہ اے نبی! اے رسول! کہہ کر مخاطب فرمایا ہے۔ **یا ایھا المزمل، یا ایھا المدثر** کا محبت بھرا خطاب آپ ہی کے لیے ہے۔ ایک مسلمان کے لیے لازم ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا غایت درجہ احترام کرے، آپ کی ذات والاصفات کے سلسلے میں کوئی ایسی بات زبان سے ہرگز نہ نکالے جو آپ کی شان کے منافی ہو۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی عظمت، عزت، تقدس اور احترام کے تعلق سے قرآن مجید میں خصوصی احکام نازل فرمائے ہیں۔ ذیل کی آیات ملاحظہ فرمائیں:

(۱) لَا تَجْعَلُوا دُعَاء الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاء بَعْضِكُم بَعْضاً قَدْ يَعْلَمُ اللَّهُ الَّذِيْنَ يَتَسَلَّلُونَ مِنكُمْ لِوَاذاً فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُونَ عَنْ أَمْرِهِ أَن تُصِيبَهُمْ فِتْنَةٌ أَوْ يُصِيبَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ. (النور: ۶۳)

”مومنو! پیغمبر کے بلانے کو ایسا خیال نہ کرنا جیسا تم آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو بیشک اللہ کو یہ لوگ معلوم ہیں جو تم میں سے آنکھ بچا کر چل دیتے ہیں تو جو لوگ ان کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں ان کو ڈرنا چاہیئے کہ (ایسا نہ ہو کہ) ان پر کوئی آفت پڑ جائے یا دردناک عذاب نازل ہو۔“

(۲) يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَىِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ٥ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا

تَشْعُرُونَ o إِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِندَ رَسُولِ اللَّهِ أُوْلَئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَى لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيْمٌ o إِنَّ الَّذِيْنَ يُنَادُونَكَ مِن وَرَاءِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ o وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّى تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْراً لَّهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيْمٌ o (الحجرات: ۱ . ۵)

"مومنو! (کسی بات کے جواب میں) اللہ اوراس کے رسول سے پہلے نہ بول اٹھا کروڈرتے رہو بیشک اللہ سنتا جانتا ہے۔۱۔اے اہلِ ایمان! اپنی آوازیں پیغمبر کی آواز سے اونچی نہ کرواور جس طرح آپس میں ایک دوسرے سے زور سے بولتے ہو (اس طرح) ان کے روبروزور سے نہ بولا کرو (ایسا نہ ہو) کہ تمہارے اعمال ضائع ہوجائیں اورتم کوخبر بھی نہ ہو۔۲۔جولوگ پیغمبرِالٰہی کے سامنے دبی آواز سے بولتے ہیں اللہ نے ان کے دل تقویٰ کے لئے آزمالئے ہیں ان کے لئے بخشش اوراجرِعظیم ہے۔۳۔جولوگ تم کوحجروں کے باہر سے آواز دیتے ہیں ان میں اکثر بےعقل ہیں۔۴۔اوراگروہ صبر کئے رہتے یہاں تک کہ تم خودنکل کران کے پاس جاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھااوراللہ توبخشنے والامہربان ہے۔"

(۳) يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرَ نَاظِرِيْنَ إِنَاهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعاً فَاسْأَلُوهُنَّ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ ذَلِكُمْ أَطْهَرُ لِقُلُوبِكُمْ وَقُلُوبِهِنَّ وَمَا كَانَ لَكُمْ أَن تُؤْذُوا رَسُولَ اللَّهِ وَلَا أَن تَنكِحُوا أَزْوَاجَهُ مِن بَعْدِهِ أَبَداً إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ عِندَ اللَّهِ عَظِيْماً. (الاحزاب: ۵۳)

"مومنو! پیغمبر کے گھروں میں نہ جایا کرومگراس صورت میں کہ تم کوکھانے کیلئے اجازت دی جائے اوراُس کے پکنے کاانتظار بھی نہ کرناپڑےلیکن جب تمہاری دعوت کی جائے تو جاؤاور جب کھانا کھاچکوتو چل دواورباتوں میں جی لگاکر نہ بیٹھ رہو یہ بات پیغمبر کوایذادیتی ہے اوروہ تم سے شرم کرتے ہیں (اورکہتے نہیں) لیکن اللہ سچی بات کے کہنے کے سے شرم نہیں کرتا اورجب پیغمبر کی بیویوں سے کوئی سامان مانگوتوپردے کے باہر سے مانگو یہ تمہارے اوراُن کے دونوں کے دلوں کیلئے بہت پاکیزگی کی بات ہےاورتم کو یہ شایاں نہیں کہ پیغمبرِالٰہی کوتکلیف دو اورنہ یہ کہ ان کی بیویوں سے کبھی ان کے بعدنکاح کرو بیشک یہ اللہ کےنزدیک بڑا (گناہ کاکام) ہے۔۵۳۔اگرتم کسی چیز کوظاہر کردویااس کومخفی رکھوتو (یادرکھوکہ) اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔"

(۴) إِنَّ الَّـذِيْـنَ يُؤْذُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِيْ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَاباً مُّهِيْناً (الاحزاب:۵۷)

”جولوگ اللہ اوراُس کے پیغمبر کورنج پہنچاتے ہیں اُن پر اللہ دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اوران کیلئے اُس نے ذلیل کرنے والا عذاب تیار کررکھا ہے۔“

مذکورہ بالا آیات سے اس عزت وتوقیر کا پتا چلتا ہے جو ایک مسلمان کو نبی اکرم ﷺ کی ذات گرامی کے سلسلے میں بجالانا ہے۔صحابہ کرام نے عملی طور پر اس کے نمونے پیش کیے ہیں۔لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہمارے بہت سے نوجوان آج کل نبی اکرم ﷺ پر گفتگو کرتے ہوئے اتنے بے باک نظر آتے ہیں کہ انھیں یہ خیال نہیں رہتا کہ وہ کس کے متعلق بات کررہے ہیں۔کبھی آپ کے والدین کریمین کے بارے میں بات ہوگی،کبھی آپ کے علم وعرفان کے سلسلے میں لب کشائی فرمائیں گے،کبھی آپ کی بشریت زیر بحث آئے گی اور کبھی آپ کی معاشرتی گفتگو کا موضوع بنے گی۔سوال یہ ہے کہ جہاں تک ہمارے علم کی رسائی نہیں ہے اور جو باتیں ہم جانتے نہیں ہیں،محض ایک دوتقریریں کر اتنے اعتماد کے ساتھ بات کریں گے جیسے اپنے کسی دوست کے بارے میں بات کررہے ہوں۔بلکہ فتوی کی زبان استعمال کرتے ہوئے بھی نہیں ہچکچاتے۔یہ صورت حال بڑی تشویش ناک ہے اوراس احترام اورتقدس کے منافی ہے جو نبی کی ذات والا صفات کے لیے لازم ہے۔

زیرنظر کتابچہ کی ترتیب اوراشاعت کا مقصد یہی ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو یہ بتائیں کہ نبی اکرم ﷺ کی عظمت کیا ہے۔آپ ﷺ کی توقیر کس طرح بجالانی چاہئے۔آپ کی ذات کے سلسلے میں زبان کھولتے ہوئے کن کن باتوں کی رعایت ملحوظ رکھنے چاہئے۔اللہ اس کوشش کوقبول فرمائے اورہمیں اپنے نبی ﷺ کی عظمتوں کوسمجھنے اورآپ کی رفعت شان کا ادراک کرنے کی توفیق عطافرمائے۔آمین۔

طالبِ دعا

خسرو قاسم

Assistant Professor
Mechanical Engg. Dept., AMU, Aligarh
Mobile : 09837226612

ادبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اور اس کی اہمیت

آپ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کا ادب کرنا:

اللہ تعالیٰ نے تمام اہل ایمان کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب اور احترام کرنے کا حکم دیا ہے۔

إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِداً وَمُبَشِّراً وَنَذِيراًo لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتُعَزِّرُوهُ وَتُوَقِّرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلاً .

''بے شک ہم نے تجھ کو گواہی دینے والا، بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا تا کہ تم لوگ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ، اس کا ساتھ دو اور اس کا ادب کرو اور صبح وشام اللہ کے نام کی تسبیح کرو''۔(سورۃ الفتح، آیت نمبر ۸-۹)

دنیا کے ہر انسان سے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب اور احترام کرنا واجب ہے۔

عن ابی ہریرۃؓ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال(مامن مؤمن الا وانا اولی الناس بہ فی الدنیا والآخرۃ اقرء واان شئتم (النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اولیٰ بالمؤمنین من انفسھم).

رواہ البخاری

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں دنیا اور آخرت میں ہر مومن کے نزدیک دیگر تمام لوگوں کی نسبت مقدم ہوں اگر چاہو تو قرآن مجید کی یہ آیت پڑھ لو''نبی، اہل ایمان کے لیے ان کی اپنی جانوں سے بھی مقدم ہے''۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب نہ کرنے والوں کے سارے نیک اعمال ضائع ہوجاتے ہیں:

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ

''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنی آواز نبی کی آواز سے بلند نہ کرو اور نہ ہی نبی کے ساتھ اونچی آواز سے بات کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، ایسا نہ ہو کہ تمہارے سارے (نیک) اعمال ضائع ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو''۔ (سورہ الحجرات، آیت نمبر۲)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا ادب:

عن البراءؓ قال: لما اُحصر النبی صلی الله علیه وآله وسلم عند البیت صالحه اهل مکة ، فقال لعلیؓ (اکتب الشرط بیننا بسم الله الرحمن الرحیم هذا ماقاضی علیه محمد رسول الله فقال له المشرکون ،لونعلم انک رسول الله تابعناک ، ولکن اکتب محمد ابن عبدالله ، فامرعلیا ان یمحاها، فقال علیؓ لاوالله !لاا محاها، فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ارنی مکانها فاراه مکانها ، فمحاها، رواه مسلم

حضرت براء (بن عازبؓ) کہتے ہیں جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیت اللہ شریف جانے سے روک دیا گیا اور اہل مکہ سے صلح (حدیبیہ) طے پا گئی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صلح کی شرائط لکھواتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا 'ہمارے درمیان جو شرط طے پائی ہے وہ لکھو ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ فیصلہ ہے جو محمد رسول اللہ نے کیا ہے''اس پر مشرکین مکہ نے کہا ''اگر ہم آپ کو رسول مانتے تو آپ کی بیعت کر لیتے ۔لہٰذا اس کی جگہ محمد بن عبداللہ لکھو' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ ''رسول اللہ کا لفظ

مٹادو''۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا''واللہ! میں اسے کبھی نہیں مٹاؤں گا''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''اچھا مجھے اس کی جگہ دکھاؤ''۔حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جگہ دکھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اسے مٹادیا۔اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رہائش گاہ کا ادب:

عن ایوب رضی الله عنه قال نزل علی رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فی بیتی نزل فی السفل وانا وام ایوب فی العلو فقلت له بابی انت وامی یارسول الله صلی الله علیه و آله وسلم انی اکره واعظم ان اکون فوقک وتکون تحتی فاظهر انت فکن فی العلو ونزل نحن فنکون فی السفل فقال یا ابا الایوب رضی الله عنه ان ارفق بنا و بمن یغشانا ان اکون فی سفل البیت فکان رسول الله فی سفله و کنا فوقه فی المسکن فلقد انکسر جب لنا فیه ماء فقمت انا وام ای وب بقطیفة لنا لحاف غیرها ننشف بها الماء تخوفا ان یقطر علی رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم منه شیئی فیوذیه فقال له لا اعلو ا سقیفة انت تحتها فتحول رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم فی العلو وابو ایوب فی السفل اورده فی البدایة.

حضرت ابوایوب (انصاری) رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (ہجرت کے بعد) میرے گھر تشریف لائے تو مکان کی نچلی منزل میں قیام فرمایا۔میں اورام ایوب مکان کی اوپر والی منزل میں ٹھہرے، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے یہ بات سخت ناگوار اور شاق گزرتی ہے کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوپر رہوں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیچے رہیں۔آپ اوپر والی منزل میں تشریف لے آئیں اور میں نیچے والی منزل میں چلا جاتا ہوں''۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا''ابوایوب ہمارے لیے اور ہمارے ملاقاتیوں کے لیے نچلی

منزل آرام دہ ہے''۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نچلی منزل میں قیام پذیر ہو گئے اور میں مکان کی اوپر والی منزل میں قیام پذیر ہو گیا۔ ایک روز ہمارا پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا۔ ام ایوب نے وہ کمبل لیا جس کے علاوہ ہمارے پاس کوئی چیز (سردی سے بچنے کے لیے) نہ تھی اور ہم اس سے پانی خشک کرنے لگے۔ ہمیں ڈر تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ پانی کا کوئی قطرہ نیچے گرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سے تکلیف پہنچے (اگلے روز) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس چھت پر قیام نہیں کروں گا جس کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہائش پذیر ہیں''۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوپر والی منزل میں تشریف لے آئے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نیچے والی منزل میں آ گئے اسے امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعاب مبارک کا ادب:

عن المسور بن مخرمة رضی الله عنه قال فرجع عروة الی اصحابه فقال ای قوم والله لقد وفدت علی الملوک و وفدت علی قیصر و کسریٰ والنجاشی والله ان رأیت ملکا یعظمه اصحابه مایعظم اصحاب محمد صلی الله علیه وآله وسلم محمدا والله ان تنخم نخامة الا وقعت فی کف رجل منهم فدلک بها وجهه وجلده واذ أمرهم ابتدروا امره واذا توضا کادو یقتتلون علی رضوانه واذا تکلم خفضوا اصواتهم عنده ، وما یحدون الیه النظر تعظیما له رواه البخاری

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ عروہ (بن مسعود ثقفی مذاکرات کے بعد) اپنے لوگوں (یعنی قریش مکہ) کے پاس واپس آ گیا اور ان سے کہا ''لوگو اللہ کی قسم میں بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں اور قیصر کسریٰ نیز نجاشی کے دربار میں دیکھ کر آیا ہوں مگر میں نے کسی بادشاہ کو ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے مصاحب اس کی اتنی عزت کرتے ہوں جتنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! جب وہ تھوکتے ہیں تو ان کا تھوک کسی نہ کسی کے

ہاتھ پر پڑتا ہے اور وہ اس کو اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا ہے اور جب وہ کسی بات کا حکم دیتے ہیں تو فوراً ان کے حکم کی تعمیل کرتے ہیں اور وہ وضو کرتے ہیں تو لوگ ان کے وضو سے بچے ہوئے پانی کے لیے لڑتے مرتے ہیں اور جب گفتگو کرتے ہیں تو ان کے سامنے اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور تعظیم کی وجہ سے ان کی طرف نظر بھر کر نہیں دیکھتے'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک کا ادب:

عن المسور بن مخرمة رضی الله قال فی حديث طويل وجعل يكلم النبی صلی الله عليه وآله وسلم فكلما تكلم اخذ بلحية والمغيرة بن شعبه رضی الله عنه قائم علی راس النبی رضی الله عنه ومعه السيف وعليه المغفر فكلما اهویٰ عروة بيده الی لحية النبی صلی الله عليه وآله وسلم ضرب يده بنعل السيف و قال له اخريدک عن لحية رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم رواه البخاری

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر نمائندہ قریش) عروہ بن مسعود ثقفی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کرنے لگا وہ جب بھی گفتگو کرنے لگتا آپ کی داڑھی مبارک کو ہاتھ لگاتا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اپنے سر پر خود پہنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کھڑے تھے اور ان کے ہاتھ میں تلوار تھی جب بھی عروہ اپنا ہاتھ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک کی طرف بڑھاتا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کا دستہ اس کے ہاتھ پر دے مارتے اور فرماتے ''اپنا ہاتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی داڑھی مبارک سے دور رکھ''۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز مبارک کا ادب:

عن انس بن مالک رضی الله عنه انه قال لمانزلت هذه الاية (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِی

(سورہ الحجرات ۲)الی آخر الاية جلس ثابت(بن قيس رضى الله عنه فى بيتيه و قال انا من اهل النار ، واحتبس(ثابت بن قيس رضى الله عنه) عن النبى رضى الله عنه فسأل النبى صلى الله عليه و آله وسلم سعد بن معاذ فقال (ياابا عمر و ما شان ثابت اشتكى قال سعد رضى الله عنه انه لجارى و ماعلمت له بشكوى ، قال فاتاه سعد فذكر له قول رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم فقال ثابت رضى الله عنه انزلت هذه الاية و لقد علمتم انى من ارفعكم صوتا على رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فانا من اهل النار فذكر اذلک سعد للنبى صلى الله عليه وآله وسلم فقال رسول الله (بل هومن اهل الجنة)رواه مسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب یہ آیت نازل ہوئی ’اے لوگو، جوایمان لائے ہواپنی آواز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو‘‘۔(سورۃ الحجرات ،آیت نمبر۲) تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنے گھر بیٹھ گئے (حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کی آواز قدرتی طور پراونچی تھی)اور کہنے لگے’میں تو آگ والوں میں سے ہوں‘‘۔اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنا ترک کردیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا’’اے ابوعمرو رضی اللہ عنہ (حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی کنیت) ثابت کہاں ہے۔کیا بیمار ہے؟ حضرت سعدؓ نے عرض کیا’’وہ میرا ہمسایہ اور میرے علم کی حد تک تو بیمار نہیں‘‘۔ چنانچہ حضرت سعد رضی اللہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کے گھر آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو کا تذکرہ کیا۔حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے’فلاں آیت نازل ہوئی ہے اور تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں میری آواز تم سب لوگوں سے زیادہ اونچی ہے میں تو جہنمی ہوگیا‘‘۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے (واپس آکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا’’نہیں وہ تو جنتی ہے‘‘۔اسے مسلم

نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وحی کا ادب:

عن عبادة بن الصامت رضی الله عنه قال كان النبی صلی الله علیه و آله وسلم اذا نزل علیه الوحی نكس راسه ونكس اصحابه رء وسهم فلما اتلی عنه رفع راسه رواه مسلم.

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر مبارک جھکا لیتے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ بھی اپنے سر جھکا لیتے جب وحی ختم ہو جاتی تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سر مبارک اٹھا لیتے (اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اپنے سر اٹھا لیتے) اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلال کا ادب:

عن عمرو بن العاص رضی الله عنه فقال ماكان احد احب الی من رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ولا اجل فی عینی منه وما كنت اطیق ان أملأ عینیّ منه اجلاً لاله ولو سئلت ان اصفه ما اطقت لانی لم اكن املا عینی منه رواه مسلم.

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی سے محبت نہ تھی نہ ہی میری نگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کسی کی شان تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلال کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنکھ بھر کر دیکھنے کی میرے اندر ہمت نہ تھی اگر کوئی مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک پوچھے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیوں کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنکھ بھر کر کبھی نہیں دیکھ سکا'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر شریف کا ادب:

عن عثمان بن عفان رضی الله عنه انه سأل قبات بن اشیم

اخابنی یعمر بن لیث انت اکبرام رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اکبر منی وانا اقدم منه فی المیلاد رواه الترمذی

حضرت عثمان عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے قبیلہ بنو یعمر بن لیث کے فرد قبات بن اشیم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا ''تم بڑے ہو یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑے ہیں؟'' حضرت قبات رضی اللہ عنہ نے فرمایا ''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے بڑے ہیں، لیکن پیدا میں پہلے ہوا تھا''۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فقر وفاقہ کا ادب:

عن ابی هریره رضی الله عنه انه مربقوم بین ایدهیم شاة مصلیة قدعوه فابری ان یاکل قال خرج رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم من الدنیا ولم یشبع من خبر رواه البخاری۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کا گذر ایسے لوگوں پر ہوا جن کے سامنے بھنی ہوئی بکری رکھی تھی انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو بھی کھانے کی دعوت دی لیکن حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے اس حال میں رخصت ہوئے کہ جو کی روٹی بھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرام کا ادب:

عن ابن عمر رضی الله عنها قال قدمت انا وعمر رضی الله عنه الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فوجدنا قائلا فر جعنا الی المنزل رواه البخاری۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں اور (میرے والد) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کی غرض سے حاضر ہوئے، لیکن

آپ دوپہر کے وقت سور ہے تھے، لہٰذا ہم گھر واپس آ گئے، اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست مبارک کا ادب:

عن عمران بن حصين رضى الله عنه قال مامسست فرجى بمينى مندبايعت بها رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم رواه أحمد

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیعت کرنے کے بعد میں نے اپنا داہنا ہاتھ کبھی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔ اسے احمد نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند کا ادب:

عن ابى قتادة رضى الله عنه قال فبينما رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم يسير حتى ابهارّ الليل و انا الى جنبه قال فنعس رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم فمال عن راحلته فاتيته فد عمته من غير ان اوقظه حتىٰ اعتدل علىٰ راحلته، قال ثم سار حتى تهور الليل مال عن راحلته قال فدعمته من غير ان اوقظه حتىٰ اعتدل علىٰ راحلته قال ثم سار حتى اذا كان من اخر السحر مال ميلة هى اشد من اشد الميلتين الاوليين حتى كاد ينجفل فاتيته فد عمته فرفع راسه، فقال (من هذا) قلت ابو قتاده قال (متى كان هذا مسيرك منى قلت مازال هذا مسيرى منذالليلة قال(حفظك الله بما حفظت به نبيه)رواه مسلم

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (ایک سفر میں) ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، آدھی رات کا وقت ہوگیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (سواری پر) اونگھنے لگے۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں (پیدل) چل رہا تھا۔ آپ سواری سے جھکنے لگے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جگائے بغیر سہارا دیا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے ہم چلتے گئے حتیٰ کہ رات کا کافی حصہ گزر گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (اونگھ کی وجہ سے) پھر جھکنے لگے تو

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جگائے بغیر سہارا دیا حتیٰ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ ہم پھر چلتے گئے حتیٰ کہ فجر کا وقت ہو گیا۔ اس بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلی دونوں مرتبہ سے بھی زیادہ جھکے قریب تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواری سے گر پڑتے، میں نے آگے بڑھ کر پھر آپ صلی اللہ علی وآلہ وسلم کو سہارا دیا۔ اس بار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر مبارک اٹھایا اور پوچھا ''کون ہے؟'' میں نے عرض کیا ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات بھر سے آپ کے ساتھ اسی طرح چل رہا ہوں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہاری حفاظت فرمائے جس طرح تم نے اس کے نبی کی حفاظت کی ہے'' اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راز کا ادب:

عن انس بن مالک رضی الله عنه قال اسر الی نبی الله سرا فما اخبرت به احد بعد ولقد سالتنی عنه ام سلیم رضی الله عنها فما اخبرتها به رواه مسلم.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے راز کی ایک بات کہی، میں نے وہ کسی کو نہ بتائی حتیٰ کہ (میری والدہ) ام سلیم رضی اللہ عنہ نے مجھ سے پوچھی تو میں نے والدہ کو بھی نہیں بتائی۔ اسے مسلم نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر مبارک کا ادب:

عن عبدالله ابن ابی سلمة رضی الله عنها خرج ابو سفیان حتیٰ قدم علیٰ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم المدینة فدخل علیٰ ابنته، فلما ذهب لیجلس علیٰ فراش رسول الله رضٰ الله صلی الله علیه وآله وسلم طوته فقال یا ابنة ماادری أرغبت بی عن هذا الفراش او رغبت به عنی ؟ فقالت هو فراش رسول الله صلی الله علیه

وآلـه وسلم وانت مشرک فلم أحب ان تجلس علیٰ فراشه اورده ابن کثیر فی البدایة والنهایة

حضرت عبداللہ بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان (مکہ سے صلح حدیبیہ کی شرائط کی تجدید کے ارادے سے) نکلا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کے لیے مدینہ پہنچا۔ اپنی بیٹی ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے کے گھر جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر بیٹھنے لگا تو ام المومنین نے بستر فوراً لپیٹ دیا، ابوسفیان کہنے لگا! بیٹی! کیا تم نے اس بستر کو میرے لائق نہیں سمجھا یا میں اس بستر کے لائق نہیں، ام المومنین (بلا تامل) جواب دیا ''یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر ہے اور تو ایک مشرک ناپاک آدمی ہے اس لیے میں پسند نہیں کرتی کہ اتو اس بستر پر بیٹھے'' ابن کثیرؒ نے اسے البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کا ادب:

عـن انس قال اشتکیٰ سلمان رضی الله عنه فعاده سعد رضی الـله عنه فرأ ه فقال له سعد رضی الله عنه مایبکیک یااخی ؟ ألیس قد صـحبـت رسـول الـلـه صـلی الله علیه وآله وسلم؟ ألیس ألیس ؟ قال سـلمان رضی الله عنهماابکی واحدة من اثنتین ماابکی ضنا للدنیا ولا کـراهیة الأ خرة ولکن رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم عهد الی عهدافما أرانی الا قد تعدیت قال وما عهد الیک؟ قال عهد الی یکفی أحـد کـم مثـل زاد الراکب والا أرانی الا قد تعدیت وأما انت یا سعد رضـی الله عنه فاتق الله عند حکمک اذا حکمت وعند قسمک اذا قسـمـت وعند همک اذا هممت قال ثابت رضی الله عنه فبلغنی انه ماترک الابضعة و عشرین درهما من نفقة کانت عنده رواه ابن ماجه

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیمار ہوگئے اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ آپ کی عیادت کے لیے آئے تو انہیں روتے ہوئے دیکھا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا سلمان! میرے بھائی کیوں

روتے ہو؟ کیا تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت حاصل نہیں رہی کیا اللہ نے تمہیں فلاں فلاں نعمت سے نہیں نوازا؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں دونوں باتوں میں سے کسی پر نہیں روتا نہ دنیا چھوڑنے کی وجہ سے نہ آخرت کو برا سمجھنے کی وجہ سے بلکہ رسول صلی اللہ علی وآلہ وسلم نے مجھ سے ایک عہد لیا تھا اور مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں نے وہ عہد پورا نہیں کیا حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا وہ عہد کیا تھا؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علی وآلہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد لیا تھا کہ دنیا سے بس اتنا ہی مال لینا جتنا ایک مسافر زادراہ لیتا ہے اب میں دیکھتا ہوں کہ میں نے اس عہد کی پاسداری نہیں کی پس اے سعد (میں تمہیں وصیت کرتا ہوں" کہ جب کوئی فیصلہ کرو تو اللہ سے ڈر کر کرو جب مال تقسیم کرو تو اللہ سے ڈر کر کرو جب کسی بھی کام کا ارادہ کرو تو اللہ سے ڈر کر کرو۔ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جب فوت ہوئے تو ان کے بیس سے کچھ زیادہ درہم موجود تھے جو انہوں نے اپنی ضروریات کے لیے رکھے ہوئے تھے۔ اسے ابن ماجہ نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کا ادب:

قال ابن اسحٰق قال ابو دجانة رضی الله عنه قال رآیت انسانا یحمس الناس حمسا شدیدا فصمدت له فلما حملت علیه السیف ولول فاذا امراة فاکرمت سیف رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان اضرب به امراة اورده فی البدایة والنهایة

ابن اسحٰق سے روایت ہے کہ حضرت ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں "میں نے میدان احد میں) ایک آدمی کو دیکھا جو بڑے زور شور سے لوگوں کو جوش دلا رہا ہے میں نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ جب میں نے تلوار سے حملہ کرنا چاہا تو اس نے چیخ و پکار شروع کر دی وہ کوئی عورت تھی۔ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کے احترام میں اس عورت کو قتل کرنا پسند نہ کیا"۔ یہ واقعہ البدایہ والنہایہ میں ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری کا ادب:

عـن عبـدالـلـه بن عمر رضى الله عنهما انه كان مع النبى صلى الـلـه عـليه و آله وسلم فى سفر فكان علىٰ بكر لعمر صعب رضى الله عـنـه يتـقـدم النبى صلى الله عليه و آله وسلم فيقول ابوه يا عبدالله !لا يتقدم النبى صلى الله عليه و آله وسلم احد رواه البخارى

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے اوران کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک منہ زور اونٹ تھا جو بار بار نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے نکل جاتا، یہ دیکھ کر حضرت عمرؓ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو آواز دی، عبداللہ ! نبی اکرم ﷺ سے کوئی نہ بڑھے''۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: حرمین شریفین میں کسی سے لڑائی جھگڑا کرنا، گالم گلوج کرنا، قتال کرنا، کسی کو خوف زدہ کرنا، کسی جانور کا شکار کرنا یا شکار کرنے کے لیے جانور کو بھگانا، کوئی گری پڑی چیز اٹھانا، گھاس یا درخت کاٹنا سب منع ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد شریف کا ادب:

عـن السـائـب بن يزيد قال كنت قائما فى المسجد فحصبنى رجـل فنظرت فاذا عمر بن الخطابؓ فقال اذهب فاتينى بهٰذين فجئته بهـما، قال من انتما او من اين انتما، قالا من اهل الطائف قال لو كنتما مـن اهـل البـلـد لاوجـعتكما ترفعان اصواتكما فى مسجد رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم رواه البخارى۔

حضرت سائب بن یزید کہتے ہیں میں مسجد نبوی میں کھڑا تھا کسی آدمی نے مجھ پر کنکر پھینکا میں نے ادھر دیکھا تو حضرت عمر بن خطابؓ تھے فرمانے لگے جاؤ ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس پکڑ کر لاؤ''۔ میں ان دونوں آدمیوں کو حضرت عمرؓ کے پاس لے کر آیا۔ حضرت عمرؓ نے ان سے پوچھا تم لوگ کون ہو؟ یا آپ نے دریافت

فرمایا تم دونوں کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ''ہم طائف سے آئے ہیں'' حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر تم مدینہ منورہ سے ہوتے تو میں تمہیں مسجد نبوی میں آوازیں بلند کرنے پر سزا دیتا'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث شریف کا ادب:

عن معن بن عیسیٰ رحمه الله يقول كان مالك بن انس رحمه الله اذا اراد ان يحدث بحديث رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اغتسل و تبخر و تطيب و اذا رفع احد صوته عنده قال اغضض من صوتک فأن الله عزو جل يقول يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ(حجرات ۲) فمن رفع صوته عند حديث رسول الله صلى الله عله وآله وسلم فكانما رفع صوته فوق صوت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ذكره ابن الجوزى.

حضرت معن بن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں حضرت مالک بن انسؓ جب حدیث رسول بیان کرنے کا ارادہ فرماتے تو پہلے غسل کرتے پھر عود کی دھونی لیتے، خوشبو لگاتے اور اگر کوئی حضرت مالک بن انسؓ کے پاس اس دوران اونچی آواز میں بات کرتا تو فرماتے'' اپنی آواز پست کر'' اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ''اے لوگو، جو ایمان لائے ہو! اپنی آوازیں نبی کی آواز سے اونچی نہ کرو''۔ (سورۃ الحجرات، آیت نمبر۲) پس جس نے حدیث رسول سنتے ہوئے اونچی آواز سے کوئی بات کی اس نے گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز اونچی کی اسے ابن جوزی نے بیان کیا ہے۔

عن ابن ابی أويس رحمه الله قال كان مالك يكره ان يحدث فى الطريق وهو قائم او مستعجل فقال، أحب ان يفهم اماحدث به عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ذكره ابن الجوزى.

حضرت ابن ابواویسؓ کہتے ہیں کہ امام مالکؒ راستے میں کھڑے یا

جلدی میں حدیث بیان کرنا برا سمجھتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کروں اسے اچھی طرح سمجھا جائے۔ اسے ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

کان عبدالرحمن بن مهدی اذا قرء حدیث رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم امر الحاضرین بالسکوت فلا یتحدث احد ولا یبریٰ فیه قلم ولا یتبسم احد ولا یقوم احد قائما کان علی رء و سهم الطیر او کانهم فی صلاة فاذا رای احد منهم تبسم او تحدث لبس نعله وخرج ، ذکره فی سیر اعلام النبلاء

حضرت عبدالرحمٰن بن مہدیؒ جب حدیث رسول پڑھتے تو حاضرین کو مکمل سکوت اور خاموشی کا حکم دیتے، کوئی کسی سے بات نہ کرتا، قلم تراشتا نہ مسکراتا اور نہ ہی کوئی کھڑا نظر آتا، لوگ اس طرح توجہ سے حدیث سنتے جیسے ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں یا وہ نماز پڑھ رہے ہیں، اور اگر کسی شخص کو عبدالرحمٰن بن مہدی بات کرتے یا مسکراتے دیکھ لیتے تو (ناراض ہوکر) اپنا جوتا پہنتے اور وہاں سے چلے جاتے۔ یہ بات سیر اعلام النبلاء میں بیان کی گئی ہے۔

قال ابو سلمة الخزاعی رحمه الله کان مالک بن انس رحمه الله اذا ارادان یخرج یحدث توضا وضوء ه للصلاة ولبس احسن ثیابه ولبس قلنسوة ومشط لحیته فقیل له فی ذالک فقال أو قربه حدیث رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم اورده فی شرح الشفاء

حضرت ابوسلمہ الخزاعیؒ کہتے ہیں کہ حضرت مالک بن انسؒ جب درس حدیث کے لیے گھر سے نکلتے تو نماز کی طرح کا وضو فرماتے، بہترین کپڑے زیب تن فرماتے، سر پر ٹوپی رکھتے، اپنی داڑھی میں کنگھی فرماتے۔ اس اہتمام کے بارے میں جب ان سے پوچھا گیا تو فرمایا ''اس سے مقصود رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی احادیث کا ادب اور احترام ہے''۔ یہ بات شرح الشفاء میں ہے۔

قال ابن ابی الزناد رحمه الله کان سعید بن المسیب رحمه

اللـه وهـو مـريـض يـقـول اقعدونی فانی اعظم ان احديث رسول الله صلی الله عليه آله وسلم وانا مضطجع اورده فی جامع البيان

حضرت ابو الزنادؒ کہتے ہیں حضرت سعید بن مسیّبؒ بیماری کی حالت میں حدیث بیان کرنا چاہتے تو فرماتے ''مجھے اٹھا کر بٹھادو مجھے یہ بات سخت ناگوار گزرتی ہے میں لیٹ کر حدیث رسول بیان کروں'' یہ بات جامع البیان میں ہے۔

مر مالک ابن انس علیٰ ابی حازم رحمه الله وهو يحدث فجازه و قـال انـی لم اجد موضعا اجلس فيه فكرهت ان اخذ حديث رسول الله صلی الله عليه و آله وسلم وانا قائم اورده الخطيب فی الجامع

حضرت مالک بن انسؓ کا حضرت ابوحازم پر گزر ہوا اور وہ درس حدیث دے رہے تھے لیکن حضرت مالکؒ (حدیث سنے بغیر) آگے نکل گئے اور فرمایا ''مجھے بیٹھنے کی جگہ نہیں ملی اور میں کھڑا ہو کر حدیث رسول سننا پسند نہیں کرتا'' اسے خطیب نے الجامع میں بیان کیا ہے۔

قـال اسحق رحمه الله فرأيت الاعمش رحمه الله اذا اراد ان يتحدث وهو علیٰ غير وضوء تيمم اورده فی شرح الشفاء

حضرت اسحٰقؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت اعمشؒ کو دیکھا کہ جب وہ حدیث بیان کرنا چاہتے اور وضو نہ ہوتا تو تیمّم کر لیتے یہ بات شرح الشفا میں بیان کی گئی ہے۔

عقوبة من اهانه صلی الله عليه و آله وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے کی سزا:

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استہزاء کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں بھرپور انتقام لیں گے إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ (الحجر: ۹۵)

بے شک ہم آپ کا مذاق اڑانے والوں سے انتقام لینے کے لیے کافی ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استہزاء کرنے والا دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ أَبِاللّٰهِ وَآيَاتِهِ

وَرَسُولِهِ كُنتُمْ تَسْتَهْزِءِ ونَ٥لاَ تَعْتَذِرُواْ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيْمَانِكُمْ إِن نَّعْفُ عَن طَآئِفَةٍ مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً بِأَنَّهُمْ كَانُواْ مُجْرِمِيْن.

''اگر تم ان (منافقوں) سے پوچھو تم کیا باتیں کر رہے تھے؟ وہ فوراً جواب دیں گے، بس ہم تو ذرا ہنسی مذاق اور دل لگی کر رہے تھے ان سے کہو کیا تمہاری ہنسی اور دل لگی اللہ، ان کی آیات اور اس کے رسول کے ساتھ ہی تھی اب معذرتیں پیش نہ کرو، ایمان لانے کے بعد تم نے کفر کیا ہے اگر ہم نے تم میں سے ایک گروہ کو معاف کر بھی دیا تو دوسرے گروہ کو سزا ضرور دیں گے کیوں کہ وہ مجرم ہیں''۔ (سورہ توبہ آیت نمبر ۶۵-۶۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مذاق اڑانے والوں کا اللہ تعالیٰ دنیا سے نام ونشان مٹا دیتے ہیں۔ إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

''بے شک تیرا دشمن ہی جڑ کٹا ہے''۔ (سورہ کوثر آیت نمبر ۳)

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والے کی سزا قتل ہے خواہ کافر ہو یا نام نہاد مسلمان:

عن ابی برز ۃ رضی الله عنه قال کنت عند ابی بکر رضی الله عنـه فتـغيـظ علیٰ رجل فاشتد عليه قلت تاذن لی یا خلیفة رسول الله صـلـی الـله عليه و آله وسلم اضرب عنقه قال فاذهبت كلمتی غضبه، قال فدخل فارسل الی فقال ماالذی قلت ارنفا؟ قلت ،اِئذن لی اضرب عـنـقـه قال كنت فاعلا لو امرتک، قلت نعم قال والله ما كانت لبشر بعد محمد صلی الله عليه و آله وسلم رواه داؤد. (صحیح)

حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا تھا اور وہ ایک آدمی پر سخت ناراضی فرما رہے تھے۔ میں نے عرض کیا ''اے خلیفہ رسولؐ مجھے اجازت دیجیے میں اس کی گردن اڑا دوں''۔ میرے ان کلمات سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا سارا غصہ دور ہو گیا آپ رضی اللہ عنہ اپنی جگہ سے اٹھے اور چلے گئے اور (تھوڑی دیر بعد) مجھے بلا بھیجا اور پوچھا ''تو نے مجھے کیا کہا تھا''۔ میں

نے عرض کیا ''مجھے اجازت دیجیے میں ان کی گردن اڑا دوں''۔ حضرت ابوبکرؓ نے پوچھا ''اگر میں اجازت دے دیتا تو تم ایسا کر گزرتے؟'' میں نے عرض کیا ''ہاں حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا واللہ! توہین کے جرم میں قتل کی سزا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی آدمی کے لیے جائز نہیں''۔ اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

عہد نبوی میں ایک یہودی......کعب ابن اشرف......رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اس کے قتل کرنے کا حکم دیا:

عن جابر بن عبدالله رضی الله عنهما قال: قال رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم (من لکعب بن الاشرف فانه قد اذی الله و رسوله) فقام محمد بن مسلمة رضی الله عنه فقال یا رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم أتحب ان اقتله ء قال (نعم!) قال فائذن لی ان اقول شیئا قال (قل) فاتاه محمد بن مسلمة رضی الله عنه فقال ان هذا الرجل قد سالنا صدقة و انه قد عنانا ،وانی قد اتیتک أستسلفک قال و ایضا والله لتملنه قال انا قد اتبعناه ، فلانحب ان ندعه حتی ننظر الی ای شیئی یصیر شأنه و قد اردنا ان تسلفنا وسقا او وسقین فقال نعم ارهنونی قالوا ای شی ء ترید قال ارهنونی نساء کم قالو کیف نرهنک نساء نا وانت اجمل العرب قال ارهنونی ابناء کم قالوا کیف نرهنک ابناء نا، فیسب احدهم فیقال رهن بوسق او وسقین هذا عارعلینا ولکنا نزهنک اللامة فواعده ان یاتیه فجاء لیلا ومعه ابو نائلة وهو اخو کعب من الرضا عة ، فد عاهم الی الحن، فنزل الیهم، فقالت له امرأته، این تخرج هذه الساعة ، فقال انما هو محمد بن مسلمة رضی الله عنه واخی ابو نائلة ، قالت اسمع صوتا کانه یقطر منه الدم ، قال انما هواخی محمد بن مسلمة و رضیعی ابو نائلة،

ان الكريم لو دعى الى طعنة بليل لأجاب قال ويدخل محمد بن مسلمة رضى الله عنه معه رجلين، في روايه ابو عبس بن جبر رضى الله عنه والحارث بن اوس رضى الله عنه وعباد بن بشر رضى الله عنه فقال اذا ماجاء فانى قائل بشعره فأ شمه فاذا رأيتمونى استمكنت من راسه فدونكم فاضربوه، وقال ثم اشمكم، فنزل اليهم متوشحا وهو ينفح منه ريح الطيب ، فقال ، مارأيت كاليوم ريحا ، اى اطيب، قال عندى اعطرنساء العرب واكمل العرب فقال أتأذن لى ان أشم رأسک؟ قال نعم فشمه ثم اشم اصحابه، ثم قال أتاذن لى، قال نعم فلما استمكن منه، قال دونكم ، فقتلوه اتوا النبى صلى الله عليه وآله وسلم فأخبروه، رواه البخارى.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ”کعب بن اشرف کی کون خبر لیتا اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت تکلیف دی ہے؟“ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا آپ پسند کرتے ہیں کہ میں اس کا کام تمام کردوں؟“ آپ نے فرمایا ”ہاں“ انہوں نے کہا تو پھر مجھے اجازت دیجیے کہ میں جو مناسب سمجھوں اس سے کہوں آپ نے فرمایا ”تجھے اجازت ہے“ حضرت محمد بن مسلمہ کعب بن اشرف کے پاس آئے اور لگے ”یہ شخص (یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے صدقہ مانگتا ہے اور اس نے ہمیں بڑی مشقت میں مبتلا کر رکھا ہے، لہٰذا میں تجھ سے کچھ قرض لینے آیا ہوں، کعب بولا ”ابھی تو تم اس سے اور بھی تکلیفیں اٹھاؤ گے“ حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا ”اب تو ہم اس کی اتباع اختیار کر چکے ہیں، ہم اسے چھوڑ نہیں سکتے جب تک دیکھ نہ لیں کہ آئندہ ہمارے ساتھ کیا گزرتی ہے؟ اس وقت تو میں ترے پاس ایک یا دو وسق غلہ قرض لینے آیا ہوں“۔ کعب ابن اشرف نے کہا ”پہلے میرے پاس کوئی چیز گروی رکھو (تب قرض دوں گا) محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا تم کیا چیز رکھنا چاہتے ہو؟ کعب نے کہا ”اپنی عورتیں رہن

رکھ دو۔'' محمد بن مسلمہ رضی اللہ نے کہا''تم کیا چیز رکھنا چاہتے ہو؟ کعب نے کہا''اپنی عورتیں رہن رکھ دو''۔محمد بن مسلمہ رضی اللہ نے کہا''تو عرب میں بہت خوبصورت آدمی ہے اس لیے ہم تیرے پاس اپنی عورتیں کیسے رہن رکھ سکتے ہیں؟ کعب نے کہا'تو پھر اپنے بیٹے میرے ہاں گروی رکھ دو'' محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا''یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے بیٹے تیرے پاس رہن رکھ دیں، انہیں طعنہ دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ انہیں ایک دو وسق غلہ کے عوض رہن رکھا گیا تھا اور یہ بات ہمارے لیے باعث شرم ہے، البتہ ہم اپنے ہتھیار تیرے پاس گروی رکھ سکتے ہیں۔'' محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ کعب کے ساتھ ہتھیاروں کا معاملہ طے کر کے آئے اور رات کے وقت کعب کے بھائی حضرت ابونائلہ رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر آئے۔کعب نے ان دونوں کو قلعہ کی طرف بلایا پھر خود ان کے پاس جانے لگا تو اس کی بیوی نے کہا''اس وقت کہاں جارہے ہو'' کعب نے جواب دیا'یہ تو صرف محمد بن مسلمہ اور میرا رضاعی بھائی ابونائلہ ہے۔'' بیوی نے کہا''کعب میں تو ایسی آواز سنتی ہوں جس سے خون کی بُو آتی ہے''۔کعب نے کہا''خطرے کی کوئی بات نہیں وہاں میرا دوست محمد بن مسلمہ اور میرا رضاعی بھائی ابونائلہ ہی ہے (اور کون ہے؟) شریف آدمی کو اگر رات کے وقت نیزہ مارنے کے لیے بھی بلایا تو وہ فوراً اس دعوت کو قبول کر لیتا ہے۔''

راوی کا بیان ہے کہ ادھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ اپنے ساتھ دو اور آدمی لے کر آئے تھے اور ایک روایت کے مطابق ساتھ والے شخص حضرت ابوعبس بن جبر رضی اللہ عنہ حارث بن عوس رضی اللہ عنہ عباد بن بشر رضی اللہ عنہ تھے حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا''جب کعب یہاں آئے گا تو میں اس کے بال پکڑ کو سونگھوں گا جب تم دیکھو کہ میں نے اس کا سر مضبوطی سے تھام لیا ہے تو تم جلدی سے اس کا کام تمام کر دینا'' راوی نے ایک دفعہ یوں بیان کیا کہ پھر میں تمہیں سونگھاؤں گا۔کعب ان کے پاس سر کو چادر سے لپیٹے ہوئے آیا جس میں سے خوشبو کی مہک اٹھ رہی تھی۔تب حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا''میں نے آج کی طرح کی خوشبودار ہوا کبھی نہیں سونگھی''۔کعب نے کہا''میرے پاس عرب کی وہ عورت ہے

جوعورتوں سے زیادہ معطر رہتی ہے اور حسن و جمال میں بھی بے نظیر ہے''۔ محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا'' کیا تو مجھے اپنا سر سونگھنے کی اجازت دیتا ہے؟ اس نے کہا'' ہاں'' تب محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے خود بھی سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا۔ پھر محمد بن مسلمہ رضی اللہ نے کہا'' مجھے دوبارہ سونگھنے کی اجازت ہے؟'' اس نے کہا'' ہاں' ہے پھر جب حضرت محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ نے اسے مضبوط پکڑ لیا تو اپنے ساتھیوں سے کہا'' ادھر آؤ' چنانچہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ پھر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس (کے قتل) کی خوشخبری سنائی'' سے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: کعب بن اشرف کے جرائم میں سے چند ایک یہ ہیں:

(۱) رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی اور سب وشتم (۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ ہجو میں اشعار کہنا (۳) عشقیہ اشعار میں مسلمان عورتوں کی تذلیل اور توہین کرنا (۴) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش کرنا (۵) نقض عہد (٦) مشرکین کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف جنگ کے لیے اکسانا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کرنے والے ملعون عبداللہ بن خطل کو فتح مکہ کے روز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر قتل کیا گیا:

عن انس بن مالک رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه و آله وسلم دخل مکة یوم الفتح وعلیٰ رأسه المغفر فلما نزعة جاء رجل فقال ، ابن خطل متعلق بأستار الکعبة ، فقال (اقتله) رواه البخاری

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں داخل ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر خود تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اتارا تو ایک آدمی آیا اور کہنے لگا ''عبداللہ بن خطل کعبہ شریف کے پردے سے لٹکا ہوا ہے''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا'' اسے قتل کر دو'' اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: عبداللہ بن خطل تہرا مجرم تھا(۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجو کرنا اور لونڈیوں کو ہجو پڑھنے کا حکم دینا اور لوگوں کو سنوارنا (۲) پہلے مسلمان ہوا پھر مرتد ہو گیا، ناحق ایک مسلمان کو قتل کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گستاخ ابولہب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی انتقام لیا:

عن عكرمة رضى الله عنه مولى ابن عباس رضى الله عنهما قال قال ابو رافع رضى الله عنه مولىٰ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كان ابو لهب قد تخلف عن بدر فبعث مكانه العاص بن هشام فلما جاء ه الخبر عن مصاب اصحاب بدر من قريش كبته الله واخزاه و وجدنا فى انفسنا قوة و عزا، فوالله ماعاش الا سبع ليال حتىٰ رماه الله بالعدسة فقتلته و فى رواية فلقد تركه ابناه بعد موته مادفنا ه حتى انتن فوالله ماغسلوه الا قذفا بالماء عليه من بعيد مايدنون منه ثم احتملوه الى اعلامكة، فاسندوه الى جدار ثم رضموا عليه باحجارة اورده فى البداية والنهاية.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد کردہ غلام ابورافع رضی اللہ عنہ نے کہا ''ابولہب (موت کے ڈر سے) غزوہ بدر میں شامل نہ ہوا اور اپنی جگہ عاص بن ہشام کو بھیج دیا جب قریش کے سرداروں کی ہلاکت کی خبر مکہ پہنچی تو اللہ تعالیٰ نے ابولہب پر ذلت اور رسوائی مسلط کر دی اور ہم نے اپنے اندر طاقت اور قوت محسوس کی۔ واللہ شکست کی خبر سننے کے بعد ابولہب صرف سات راتیں زندہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے طاعون کی ایسی مار ماری کی وہ اسی سے ہلاک ہو گیا۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے اس کے بیٹوں نے اس کی لاش بے گوروکفن چھوڑ دی حتیٰ کی گل سڑ کر بُو چھوڑنے لگی۔ اللہ کی قسم۔ اس کے بیٹوں نے اسے غسل بھی نہ دیا۔ دور سے اس پر پانی پھینکا، کوئی اس کے قریب نہیں پھٹکتا تھا پر وہ اسے مکہ کے قبرستان میں لے گئے ایک دیوار کے ساتھ

لگایا اور اوپر سے پتھر پھینک کر ڈھانپ دیا''۔ اسے امام ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں بیان کیا ہے۔

گستاخ رسول کسریٰ سے بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انتقام لیا:

عن ابن عباس رضی الله عنهما ان رسول صلی الله علیه و آله وسلم بعث بکتابه رجلا و امره ان یدفعه الیٰ عظیم البحرین فدفعه عظیم البحرین الی کسریٰ فلما قرأ مزقه فحسبت ان ابن المسیب رضی الله عنه قال فدعا علیهم رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم ان یمزقوا کل ممزق، رواه البخاری

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی کو ایک خط بنام کسریٰ دے کر بھیجا اور حکم دیا کہ اسے امیر بحرین تک پہنچا تک پہنچادو اور امیر بحرین نے وہ خط کسریٰ تک پہنچا دیا۔ جب کسریٰ نے وہ خط پڑھا تو پھاڑ دیا۔ راوی کہتا ہے کہ ابن مسیّب رضی اللہ عنہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل فارس کے لیے بد دعا ''فرمائی اللہ انہیں پارہ پارہ کردے''۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بد دعا کے بعد جلد ہی اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کی حکومت کو پارہ پارہ کر دیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استہزاء کرنے والے ایک مرتد کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی عبرت ناک سزا دی:

عن انس رضی الله عنه انه قال کان رجل نصرانیا فاسلم و قرء البقرة و آل عمران فکان یکتب للنبی صلی الله علیه و آله وسلم فعاد نصرانیا ، فکان یقول، مایدری محمد صلی الله علیه و آله وسلم الا ماکتبت له ، فاماته الله فدفنوه فاصبح وقد لفظته الارض فقالوا هذا فعل محمد صلی الله علیه و آله وسلم و اصحابه لما هرب منهم

نبشـو ا عن صاحبنا منهم فالقوه فحفروا له فاعمقوا فاصبح و قد لفظته الارض فـقـالـوا هـذا فعل محمد صلى الله عليه و آله وسلم واصحابه نبشـوا عـن صـاحـبـنـا لـمـا هـرب مـنهم فالقوه واعمقوا له فى الارض مـااستـطـاعـوا فـأصبـح قـد لفظته المارض فعلموا أنه ليس من الناس فألقوه رواه البخارى

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک عیسائی آدمی مسلمان ہوا اس نے سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھ لی اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے (وحی کی) کتابت کرنے لگا لیکن بعد میں مرتد ہوگیا کہنے لگا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو کسی بات کا پتہ ہی نہیں ہے جو کچھ میں لکھ کر دیتا ہوں بس وہی کہہ دیتے ہیں۔اللہ نے جب اسے موت دی تو عیسائیوں نے اسے (قبر میں) دفن کردیا صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے باہر پھینکا ہے عیسائیوں نے کہا یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے لہٰذا انہوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر نکال پھینکی ہے۔عیسائیوں نے اس کے لیے دوبارہ (نئی جگہ) قبر کھودی اور اسے (پہلے کی نسبت) بہت گہرا بنایا (اور لاش کو دوبارہ دفن کردیا) جب صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ (زمین نے اسے پھر باہر نکال پھینکا ہے۔عیسائیوں نے پھر الزام لگایا یہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے ساتھیوں کا کام ہے چونکہ وہ ان کے دین سے بھاگ کر آیا ہے لہٰذا انہوں نے اس کی قبر کھود کر لاش باہر نکال پھینکی ہے۔عیسائیوں نے (تیسری مرتبہ) اس کے لیے قبر کھودی اور اتنی گہری بنائی جتنی گہری وہ بنا سکتے تھے۔صبح ہوئی تو (لوگوں نے دیکھا کہ) زمین نے اسے پھر نکال باہر پھینکا ہے تب انہیں یقین ہوگیا کہ یہ مسلمان کا کام نہیں ہے (بلکہ اللہ کا عذاب ہے) چنانچہ عیسائیوں نے اس کی لاش ایسے ہی چھوڑ دی''۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

دشمن رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عامر بن طفیل سے بھی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی انتقام لیا:

عن انس رضی الله عنه قال كان رئيس المشركين عامر بن الطفيل خير بين ثلاث خصال فقال يكون لک اهل السهل ولی اهل المدر اواكون خليفتک او اغزوک باهل غطفان بالف فطعن عامر فی بيت ام فلان فقال غدة كغدة البكر فی بيت امراة من آل فلان ائتونی بفرسی فمات علیٰ فرسه رواه البخاری.

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مشرکوں کے سردار عامر بن طفیل نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین باتوں میں سے کوئی ایک قبول کرنے کی پیشکش کی۔پہلی بات یہ ہے کہ آپ دیہاتیوں پر حکومت کریں اور ہم شہر والوں پر، دوسری بات یہ کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ بنوں۔اگر یہ دونوں باتیں آپ کو قبول نہ ہوں تو تیسری بات یہ ہے کہ قبیلہ غطفان کے دو ہزار آدمی لے کر میں تمہارے خلاف جنگ کروں گا۔عامر بن طفیل ایک عورت کے گھر طاعون میں مبتلا ہوا تو کہنے لگا یہ تو بس اونٹ کی غدود کی طرح ایک (معمولی سی) غدود ہے اور (کچھ نہیں) کہنے لگا ''میرا گھوڑا لاؤ'' (میں علاج کے لیے جاؤں) جیسے ہی گھوڑے پر بیٹھا تو اس کی پیٹھ پر ہی مر گیا۔اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کی دھمکی دینے والے ملعون ابی بن خلف کا غزوہ احد میں عبرتناک انجام:

قال ابن اسحاق فلما اسند رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم فی الشعب ادركه ابی بن خلف وهو يقول ای محمد صلی الله عليه وآله وسلم لانجوت ان نجوت فقال القوم يا رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم ايعطف عليه رجل منا فقال رسول الله صلی الله عليه وآله وسلم الحربة من الحارث ابن الصمة ثم استقبله فطعنه فی

عنقه طعنا دادامنها عن فرسه مرارا و كان ابى بن خلف يلقى سول الله صلى الله عليه و آله وسلم بمكة فيقول يا محمد صلى الله عليه و آله وسلم ان عندى العوذ فرسا اعلقه كل يوم فرقا من ذرة اقتلك عليه فيقول رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم بل انا اقتلک ان شاء الله فلما رجع الى قريش و قد حدسه فى عنقه حدسا غير كبير فاحتقن الدم قال قتلنى والله محمد صلى الله عليه و آله وسلم قالوا ذهب والله فوادک والله ان بک من باس قال انه قد كان قال لى بمكة انا اقتلک فوالله لو بصق على لقتلنى فمات عدو الله بسرف وهم قافلون به الى مكه اورده ابن هشام

ابن اسحاق کہتے ہیں (غزوہ احد میں) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھاٹی میں تشریف لائے تو ابی بن خلف یہ کہتا ہوآیا ''آج محمد نہیں یا میں نہیں'' مجاہدین نے عرض کی ''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہم میں سے کوئی اس پر حملہ کرے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''نہیں اسے آنے دو'' جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حارث بن صمہ رضی اللہ عنہ سے ایک نیزہ لیا اور امیہ بن خلف کے سامنے آ گئے اس کی گردن میں تاک کر نیزہ مارا جس سے وہ بار بار اپنے گھوڑے سے لڑھکتا رہا۔ امیہ بن خلف ایک بار مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے (استہزائیہ اور ہتک آمیز نہ انداز میں) کہنے لگا ''محمد! میرے پاس ''العوذ'' نامی گھوڑا ہے جسے روزانہ تین صاع ($7_{1/2}$ کلوگرام) غلہ کھلاتا ہوں میں تمہیں اس گھوڑے پر بیٹھ کر قتل کروں گا''۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''نہیں بلکہ میں تمہیں قتل کروں گا، ان شاء اللہ چنانچہ نیزہ لگنے کے بعد جب ابی بن خلف قریش کے پاس واپس گیا تو کہنے لگا واللہ محمد نے مجھے قتل کر دیا ہے حالانکہ اس نیزے سے اس کے گلے پر معمولی سی خراش آئی تھی اور خون تک نہیں نکلا تھا۔ لوگوں نے کہا ''واللہ تمہیں کچھ بھی نہیں ہوا تم تو دل ہار بیٹھے ہو''۔ ابی بن خلف کہنے لگا، محمد نے مجھے مکہ میں کہا تھا میں تمہیں قتل کروں گا اللہ کی قسم! اگر وہ مجھ پر تھوک بھی دیتا تو

میں مرجاتا‘‘ پھر اللہ کا دشمن اپنے قافلہ کے ساتھ مکہ واپس جاتے ہوئے مقام سرف پر ہی مرگیا سے ابن ہشام نے روایت کیا ہے۔

وضاحت: حضرت عروہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ملعون ابی بن خلف نیزہ لگنے کے بعد بیل کی طرح ڈکرتا تھا اور کہتا اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے جتنی تکلیف مجھے ہے اگر ذوالمجاز کے سارے لوگوں میں تقسیم کردی جائے تو وہ بھی مرجائیں‘‘ (الرحیق المختوم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دینے والی ملعونہ عورت کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود قتل کروایا:

عن رجل من بلقين ان امراة كانت تسب النبى صلى الله عليه وآله وسلم(من يكفينى عدوى) فخرج اليها خالدبن الوليد فقتلها رواه عبدالرزاق فى المصنف

قبیلہ بلقین کے ایک آدمی سے روایت ہے کہ ایک عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیا کرتی تھی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ’’میرے اس دشمن سے کون نمٹے گا‘‘۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ عورت کے پاس گئے اور اسے قتل کردیا۔ اسے عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کیا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچانے والے نضر بن حارث اور ملعون عقبہ بن ابی معیط دونوں کو غزوہ بدر کے بعد قتل کیا گیا:

قال ابن اسحٰق حتى اذا كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بالصفراء قتل النضر بن الحارث قتله على بن ابى طالب رضى الله عنه ثم خرج حتىٰ اذا كان بعرق الظبية قتل عقبه بن ابى معيط، فقال عقبه حين امر رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم بقتله فمن للصبية يا محمد صلى الله عليه وآله وسلم قال النار اقلت كان هذان الرجلان من شرعباد الله واكثرهم كفرا وعنا دا و بغياوحسدا وهجاء

للاسلام و اهله لعنهما الله ذكره فى البداية والنهاية

ابن اسحٰق کہتے ہیں (غزوہ بدر سے واپسی پر) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام صفراء پر پہنچے تو نضر بن حارث کو قتل کیا گیا۔ اسے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے (آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے) قتل کیا اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرق ظبیہ کے مقام پر پہنچے تو عقبہ بن ابی معیط کو قتل کیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقبہ کو قتل کرنے کا حکم دیا تو کہنے لگا ''اے محمد! میرے بچوں کا کیا بنے گا؟'' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''ان کے لیے آگ ہے''۔ امام ابن کثیرؒ کہتے ہیں یہ دونوں لوگوں میں سے بدترین تھے اور کفر میں سب سے بڑھے ہوئے تھے اور اسلام سے دشمنی رکھنے میں سب سے آگے تھے، سرکشی، حسد، اسلام اور مسلمانوں کی ہجو کرنے میں سب سے زیادہ تھے، دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہ واقعہ البدایہ والنہایہ میں ہے۔

گستاخ رسول ملعون حویرث بن نقید کو فتح مکہ کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا قتل کرنا:

قال الواقدى و اما الحوير ث بن نقيد فانه يوذى النبى صلى الله عليه وآله وسلم فاهدر دمه فبينا هوفى منزله يوم الفتح قد اغلق عليه و اقبل على رضى الله عنه يسأل عنه فقيل هو فى البادية، فاخبر الحويرث انه يطلب و تنحىٰ على رضى الله عنه علىٰ بابه فخرج الحويرث يريد ان يهرب من بيت الى بيت آخر فتلقاه على رضى الله عنه فضرب عنقه ،ذكر ه فى الصارم المسلول.

واقدی کہتے ہیں حویرث بن نقید نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت پہنچایا کرتا تھا اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (فتح مکہ کے روز) اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔ فتح مکہ کے روز اپنے گھر میں تھا، لیکن اس کے لیے جینا دوبھر ہو گیا (یا زمین اس کے لیے تنگ ہوگئی) حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی جستجو میں تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ وہ تو فلاں گاؤں میں ہے۔ حویرث کو بھی کسی نے

اطلاع کردی کہ وہ مطلوب ہے (حضرت علی رضی اللہ عنہ اس گاؤں پہنچ گئے) اس کا دروازہ کھٹکھٹایا حویرث باہر نکلا۔ وہ بھاگ کر کسی دوسرے گھر میں پناہ لینا چاہتا تھا۔ لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ سامنے آ گئے اور اسے قتل کر دیا۔ یہ واقعہ صارم المسلول میں بیان کیا گیا ہے۔

گستاخ رسول ابوعفک یہودی کو حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے جہنم رسید کرنے کی نذر مانی اور موقع ملتے ہی اپنی نذر پوری کردی:

عن زید بن ثابت رضی الله عنه ان شیخا من بنی عمر و بن عوف ، یقال له ابو عفک و کان شیخا کبیرا قد بلغ عشرین ومائة حین قدم النبی صلی الله علیه و آله وسلم المدینة کان یحرض علیٰ عداو ة النبی صلی الله علیه و آله وسلم ولم یدخل فی الاسلام ، فلما خرج رسول الله صلی الله علیه و آله وسلم الیٰ بدر ظفره الله بما ظفره ، فحسده و بغیٰ، قال سالم بن عمیر رضی الله عنه، علی نذران اقتل ابا عفک او اموت دونه ، فامهل ، فطلب له غره حتی کانت لیلة صائفة، فنام ابو عفک بالفناء فی الصیف فی بنی عمرو بن عوف فاقبل سالم بن عمیررضی الله عنه فوضع السیف علیٰ کبده حتی خش فی الفراش ، وصاح عدو الله فثاب الیه اناس ممن هم علیٰ علیٰ قوله فاد خلوا منزله وقبروه ، وقالو. من قتله؟ والله لو نعلم من قتله لقنناه رواه الواقدی

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ بنوعمرو بن عوف کا ایک شخص تھا جس کا نام ابوعفک تھا، بہت ہی بوڑھا۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اس وقت اس کی عمر ایک سوبیس سال تھی۔ ابوعفک نے اسلام قبول نہ کیا اور لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی کے لیے بھڑکایا کرتا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ بدر کے لیے تشریف لے گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوب مدد فرمائی جس سے ابوعفک حسد کرنے لگا اور

سرکشی پر اتر آیا۔حضرت سالم بن عمیر رضی اللہ عنہ نے یہ نذر مانی کہ میں یا تو ابوعفک کو قتل کر دوں گا یا خود اس کے ہاتھوں قتل ہو جاؤں گا۔اب حضرت سالم رضی اللہ عنہ ابوعفک کی ٹوہ میں تھے۔موسم گرما کی ایک رات ابوعفک بنوعمرو بن عوف کے ہاں صحن میں سو رہا تھا۔حضرت سالم رضی اللہ عنہ آئے اور تلوار اس کے کلیجے پر رکھ دی حتیٰ کہ تلوار بستر تک پہنچ گئی ۔ اللہ کا دشمن چیخنے چلانے لگا اس کے ہم خیال لوگ بھاگے ہوئے آئے ،اٹھا کر اسے کمرے میں لے گئے اور دفن کر دیا۔پھر پوچھنے لگے ''اسے کس نے قتل کیا ہے؟ واللہ اگر ہمیں پتہ چل جائے تو ہم اسے قتل کر دیں'' اسے واقدی نے روایت کیا ہے۔

حضرت عمیر ابن امیہ رضی اللہ عنہ کی بہن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی۔حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے اپنی بہن کو قتل کر دیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خون رائیگان قرار دے دیا:

عن عمير بن امية رضى الله انه كانت له اخت فكان اذا خرج الى النبى صلى الله عليه و آله وسلم آذته فيه و شتمت النبى صلى الله عليه و آله وسلم وكانت مشركه فاشتمل لها يوما على السيف ثم اتاها فوضعه عليها فقتلها فقام بنوها فصاحوا وقالو اقد علمنا من قتلها افتقتل امنا وهؤلاء قوم لهم اباء و امهات مشركون فلما خاف عمير رضى الله عنه ان يقتلوا غير قاتلها ذهب الى النبى صلى الله عليه وآله وسلم فأخبره فقال(أقتلت اختک) قال نعم قال (ولم) قال: انها كانت توذينى فيک فارسل النبى صلى الله عليه وآله وسلم الىٰ بنيها فسألهم فسموا غير قاتلها ، فأخبرهم النبى واهدر دمها ، رواه الطبرانى(صحيح)

حضرت عمیر بن امیہ رضی اللہ عنہ کی ایک مشرکہ بہن تھی ،جب حضرت عمیر ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضری کے لیے (گھر سے) نکلتے تو یہ حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو (باتوں سے) اذیت پہنچاتی ، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتی۔ایک روز حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے تلوار لپیٹی ،بہن کے پاس آئے

اور اسے قتل کر دیا۔ اس عورت کے بیٹے کھڑے ہو گئے اور چیخنے چلانے لگے اور کہنے لگے ہمیں معلوم ہے اسے کس نے قتل کیا ہے؟ کیا ہماری ماں ان لوگوں کے ہاتھوں سے قتل ہوئی جن کے ماں باپ مشرک ہیں؟ جب حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کو خدشہ محسوس ہوا کہ یہ لوگ میرے بجائے کسی اور کو قتل نہ کر دیں تو حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ کہہ سنایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا'' کیا تو نے اپنی بہن کو قتل کیا ہے؟'' حضرت عمیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتی تھی جس سے مجھے تکلیف ہوتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عورت کے بیٹوں کی طرف آدمی بھیج کر قاتل کا نام دریافت فرمایا تو انہوں نے حضرت عمیر رضی اللہ عنہ کی بجائے کسی اور کا نام لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں صحیح قاتل کا نام بتایا اور اس عورت کا خون رائیگاں قرار دیا۔ اسے طبرانی نے روایت کیا ہے۔

گستاخ رسول یہودی ابن سبینہ کو حضرت محیصّہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قتل کیا اور حقیقی بھائی حویّصہ بن مسعود کو بھی ایسی گستاخی کرنے پر قتل کرنے کی دھمکی دی۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال فلما قتل كعب قال رسول الله صلى الله عليه و آله وسلم (من ظفر تم به من رجال يهود فاقتلوه) فوثب محيصة بن مسعود رضى الله عنه على ابن سبينة رجل من تجار يهود، كان يلا بسهم ويبايعهم ، فقتله و كان حويصة بن مسعود اذ ذاک لم يسلم و كان اسن من محيصة ، فلما قتله جعل حويصة يضربه و يقول اى عدو الله، قتلته اما والله لرب شحم فى بطنک من ماله قال محيصه فقلت له، والله لقد امرنى بقتله من لو امرنى بقتلک لضربت عنقک قال الله لو امرک بقتلى لقتلتنى قال نعم والله لو امرنى بقتلک قال والله ان دينا بلغ بک هذا لعجب

فاسلم حويصة، ذكره فى الاستيعاب.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں (جنگ بدر کے بعد) جب (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم پر) کعب بن اشرف (یہودی) توہین رسالت کے جرم میں) قتل کردیا گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''یہودیوں میں سے جس کسی کو توہین کا مرتکب پاؤ، اسے قتل کردو'' چنانچہ محیصہ رضی اللہ عنہ نے ایک یہودی تاجر ابن سینہ کو (توہین رسالت کے جرم میں) قتل کردیا۔ اس وقت محیصہ یہودیوں کے ہاں آتا جاتا تھا اور ان کے ساتھ تجارت بھی کرتا تھا۔ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ کا بڑا بھائی حویصہ بن مسعود ابھی اسلام نہیں لایا تھا اس نے اپنے بھائی کو مارنا پیٹنا شروع کردیا اور کہنے لگا ''اے اللہ کے دشمن! کیا تو نے اس یہودی کو قتل کردیا ہے حالانکہ اس کے مال سے کتنی چربی تیرے پیٹ میں ہے''۔ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے کہا ''اللہ کی قسم! سے قتل کرنے کا حکم مجھے اس ذات نے دیا تھا کہ اگر وہ مجھے حکم دیں تجھے قتل کرنے کا تو میں تجھے بھی قتل کردوں' حویصہ نے تعجب سے کہا ''اگر محمد تجھے حکم دیں مجھے قتل کرنے کا تو کیا واقعی تو مجھے قتل کردے گا''۔ حضرت محیصہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں اللہ کی قسم! اگر وہ مجھے حکم دیں تو میں تجھے بھی قتل کردوں گا۔ حویصہ کہنے لگا اللہ کی قسم یہ دین تو بہت خوب ہے جس نے تجھے اس جذبے سے سرشار کردیا ہے۔۔اور حویصہ مسلمان ہوگیا۔ یہ واقعہ استیعاب میں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دینے والے مشرک کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود قتل کروایا:

عن عكرمة رضى الله عنه مولى ابن عباس رضى الله عنهما ان النبى صلى الله عليه وآله وسلم سبه رجل من المشركين فقال (من يكفينى عدوى) فقال الزبير رضى الله عنه انا فبارزه الزبير فقتله فاعطاه النبى صلى الله عليه وآله وسلم سلبه رواه عبدالرزاق فى المصنف

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ مشرکوں میں سے ایک آدمی نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کو گالیاں دیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے دشمن سے کون نپٹے گا، حضرت زبیرؓ نے عرض کی یارسول اللہ میں نپٹوں گا'' چنانچہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ نے اس مشرک سے دودو ہاتھ کئے اور اسے قتل کرڈالا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو اس کا مال (بطور غنیمت) عطا فرمایا، اسے عبدالرزاق نے مصنف میں روایت کیا ہے۔

ایک ملعونہ یہودیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہا تو صحابی نے اسے قتل کردیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہودیہ کا خون رائیگاں قراردے دیا:

عن علی رضی الله عنه ان یهودیة کانت تشتم النبی صلی الله علیه و آله وسلم وتقع فیه فخنقها رجل حتیٰ مات فأبطل النبی صلی الله علیه و آله وسلم دمها رواه البیهقی

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برا بھلا کہا کرتی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں گستاخی کرتی تھی۔ایک آدمی نے اس کا گلا گھونٹا حتیٰ کہ وہ مرگئی۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خون رائیگاں قرار دے دیا۔اسے بیہقی نے روایت کیا ہے۔

☆☆☆

اس مضمون کو ختم کرتے وقت ایک بہت عمدہ کتاب ''**مکانة الرسالة وحجیة السنة**'' مل گئی، اس کا ترجمہ بھی اس میں شامل کررہا ہوں۔

''عہدِ نبوی ﷺ میں شریعت کے مآخذ قرآن اور سنتِ رسول ﷺ تھے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کی اتباع کو آپ ﷺ پر ایمان سے مشروط فرمادیا ہے اور آپ ﷺ پر ایمان کو اللہ تعالیٰ پر ایمان کے ساتھ منسلک فرمادیا ہے۔ پس آپ ﷺ پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کی اتباع میں فرق کرنا اسی طرح جائز نہیں جس طرح ایمان باللہ اور ایمان بالرّسالت میں فرق کرنا اس طرح جائز نہیں۔ یہ تمام

امور ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں۔ان میں سے ایک کا اقرار دوسرے کی قبولیت کو مستلزم ہے اور دوسرے کا انکار پہلے کا رد ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ دونوں میں سے کسی ایک کو قبول کرلیا جائے اور دوسرے کو رد۔ یہ تمام اصول اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت ہیں: ''اور انہوں نے (یعنی یہود نے) اللہ کی وہ قدر نہ جانی جیسی قدر جاننا چاہیے تھی جب انہوں نے یہ کہہ (کر رسالت محمدی ﷺ کا انکار کر) دیا کہ اللہ نے کسی آدمی پر کوئی چیز نہیں اتاری۔''

''یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اقرارِ رسالت ونبوت کے بغیر نہ تو اللہ تعالیٰ کی قدر اور عظمتِ اُلوہیت کو پانا ممکن ہے اور نہ اس کے بغیر قدر وعظمت کو قبول کیا جائے گا۔ کیونکہ رسالت ونبوت وجودِ باری تعالیٰ کی شریعت کو بندوں تک پہنچانے اور اس کے احکام واوامر کی اطاعت کی عملی صورت کے لیے بھی واسیلہ و وسطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رُسلِ عظام کو خالق سے شریعت لے کر مخلوق تک رسائی کے لیے منتخب فرمایا اور انہیں خالق سے عطائیں وصول کر کے مخلوق کے درمیان تقسیم کرنے کے لیے مختص فرمایا۔ انہیں خالق سے سماعت اور مخلوق کو بیان کا شرف بخشا۔ انہیں خالق کی طرف سے وحی لے کر مخلوق کو ہدایت دینے کا اعزاز تفویض کیا۔ ان (میں سے بعض انبیاء) کو کتاب ہدایت سے بھی نوازا اور ان کے طریقوں کو مخلوق کے لیے سنت بنادیا۔ پس ضروری ہے کہ ہم رسالت کے واسطہ ومعرفت، اسوۂ رسول کی حجیت اور اتباع کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں، توحید کا اقرار کریں اور الوہیت کی قدر جانیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولاً فَيُوحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلِيٌّ حَكِيمٌ. (الشوری: ۵۱)

''اور ہر بشر کی (یہ) مجال نہیں کہ اللہ اس سے (براہِ راست) کلام کرے مگر یہ کہ وحی کے ذریعے (کسی کو شانِ نبوت سے سرفراز فرمادے) یا پردے کے پیچھے سے (بات کرے جیسے موسیٰ علیہ السلام سے طورِ سینا پر کی) یا کسی فرشتے کو فرستادہ

بنا کر بھیجے اور وہ اس کے اذن سے جو اللہ چاہے وحی کرے الغرض عالم بشریت کے لیے خطاب الٰہی کا واسطہ اور وسیلہ صرف نبی اور رسول ہی ہوگا) بے شک وہ بلند مرتبہ بڑی حکمت والا ہے۔''

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو واسطۂ نبوت ورسالت کے بغیر نہ تو عطا فرماتا ہے اور نہ اس کا کلام براہِ راست عالمِ بشریت اور انسانیت تک پہنچ سکتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو منتخب فرما کر اسے نبی بناتا ہے اور اس پر اپنا کلام نازل فرماتا ہے۔ وہ نبی ﷺ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوکر انسان کو مخاطب فرماتے ہیں اور بطور نائبِ باری تعالیٰ مخلوق سے کلام فرماتے ہیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے امر و نہی سے آگاہ فرماتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ خطابِ نبی کو اپنا خطاب، کلامِ نبی کو اپنا کلام، خبرِ رسول کو اپنی خبر، بیانِ نبی کو اپنا بیان، طاعتِ نبی کو اپنی طاعت، معصیتِ نبی کو اپنی معصیت، سنت نبی کو اپنا راستہ اور اتباعِ نبی ﷺ کو اپنی رہنمائی قرار دیتا ہے۔ اور ملائکہ نے بھی اسی چیز کا اعلان کیا جیسا کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: (کچھ فرشتے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا......) ''جس نے محمد ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد ﷺ کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، محمد ﷺ اچھے اور برے لوگوں میں فرق کرنے والے ہیں۔'' اسی طرح حضرت ابو ہریرہ ﷺ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔'' اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَللّٰهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ .(الانعام: ۱۲۴)

''اللہ خوب جانتا ہے کہ اسے اپنی رسالت کا محل کسے بنانا ہے۔''

یہ اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ رسالت عظیم نعمت اور منزلِ رفیع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کسے اس مرتبہ پر فائز کرنا ہے اور کسے اپنی رسالت کا

حقدار ٹھہرانا ہے کیونکہ:

فرمانِ رسول ﷺ کسی عام فرد بشر کے قول کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جیسا کہ اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىo إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىo (النجم : ۳-۴)

اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے ان کا ارشاد سراسر وحی ہوتی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔

فعلِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی طرح کا فعل نہیں بلکہ وہ تو اذنِ الٰہی سے صادر ہونے والا فعل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا رَمَيْتَ إِذْ رَمَيْتَ وَلَـكِنَّ اللّهَ رَمَى .(الانفال: ۱۷)

فرمایا اور (اے حبیب محتشم!) جب آپ نے (ان پر سنگریزے) مارے تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ نے مارے تھے‘‘۔

صراطِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر میں سے کسی کے راستہ کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

وَهَـذَا صِرَاطُ رَبِّكَ مُسْتَقِيماً .(الانعام: ۱۲۶)

اور یہ (اسلام ہی) آپ کے رب کا سیدھا راستہ ہے:

رضائے رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی رضا کی طرح نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاللّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَن يُرْضُوهُ إِن كَانُواْ مُؤْمِنِينَ.(التوبه: ۶۲)

اللہ اور اس کا رسول ﷺ زیادہ حقدار ہے کہ اسے راضی کیا جائے اگر یہ لوگ ایمان والے ہوتے (تو یہ حقیقت جان لیتے اور رسول ﷺ کو راضی کرتے، رسول ﷺ کے راضی ہونے سے ہی اللہ راضی ہو جاتا ہے کیوں کہ دونوں کی رضا ایک ہے)۔‘‘

عطائے رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی عطا کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَوْ أَنَّهُمْ رَضُوْاْ مَا آتَاهُمُ اللّهُ وَرَسُولُهُ.(التوبه: ۵۹)

''اور کیا ہی اچھا ہوتا اگر وہ لوگ اس پر راضی ہو جاتے جو ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے عطا فرمایا تھا۔''

فضل رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کے فضل کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَقَالُواْ حَسْبُنَا اللّهُ سَيُؤْتِينَا اللّهُ مِن فَضْلِهِ وَرَسُولُهُ إِنَّا إِلَى اللّهِ رَاغِبُون. (التوبه : ۵۹)

اور کہتے کہ ہمیں اللہ کافی ہے، عنقریب ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول (ﷺ مزید) عطا فرمائے گا۔ بے شک ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں اور رسول ﷺ اسی کا واسطہ اور وسیلہ ہے، اس کا دینا بھی اللہ ہی کا دینا ہے۔ اگر یہ عقیدہ رکھتے اور طعنہ زنی نہ کرتے تو یہ بہتر ہوتا۔

غنائے رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کے غنا کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا غنا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا نَقَمُواْ إِلاَّ أَنْ أَغْنَاهُمُ اللّهُ وَرَسُولُهُ مِن فَضْلِهِ .(التوبه: ۷۴)

''اور وہ (اسلام اور رسول ﷺ کے عمل میں سے) اور کسی چیز کو ناپسند نہ کر سکے سوائے اس کے کہ انھیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اپنے فضل سے غنی کر دیا تھا۔''

انعامِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کے انعام کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَنْعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَأَنْعَمْتَ عَلَيْهِ (الاحزاب: ۳۷)

''جس پر اللہ نے انعام فرمایا تھا اور اس پر آپ نے (بھی) انعام فرمایا تھا۔''

ادبِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کے ادب کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا ادب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ .(الحجرات: ١)

اے ایمان والو! (کسی بھی معاملے میں) اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو (کہیں رسول ﷺ کی بے ادبی نہ ہو جائے)، بے شک اللہ (سب کچھ) سننے والا جاننے والا ہے۔

تعظیمِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی تعظیم کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

انا ارسلنک شاهداً ومبشرا ونذيرا لتومنوا بالله و رسوله و تعزروه و توقروه وتسبحوه بكرة واصيلا.(الفتح: ٨-٩)

''بیشک ہم نے آپ کو (روزِ قیامت گواہی دینے کے لیے اعمال واحوال امت کا) مشاہدہ فرمانے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے تا کہ (اے لوگو!تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ان (کے دین) کی مدد کرو اور ان کی بے حد تعظیم وتکریم کرو، اور (ساتھ) اللہ کی صبح وشام تسبیح کرو۔''

بیعتِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی بیعت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان الذين يبايعونك انما يبايعون الله يد الله فوق ايديهم. (الفتح: ١٠)

(اے حبیب!) بے شک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر (آپ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے۔

ندائے رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کے بلاوے کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا بلانا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا.(النور: ٦٣)

''(اے مسلمانو!) تم رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی مثل قرار نہ دو (جب رسول اکرم ﷺ کو بلانا تمہارے باہمی بلاوے کی مثل نہیں تو

خود رسول ﷺ کی ذاتِ گرامی تمہاری مثل کیسے ہوسکتی ہے۔''

ملکیتِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی ملکیت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یسئلونک عن الانفال قل الانفال لله والرسول (الانفال: ۱)

(اے نبی مکرم ﷺ) آپ سے اموال غنیمت کی نسبت سوال کرتے ہیں فرما دیجیے: اموال غنیمت کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔

اطاعتِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی اطاعت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

من یطع الرسول فقد اطاع الله ومن تولیٰ فما أرسلنک علیهم حفیظا (النساء: ۸۰)

جس نے رسول ﷺ کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

تلک حدود الله ومن یطع الله ورسوله یدخله جنت تجری من تحتها الانهر خٰلدین فیها وذٰلک الفوز العظیم.(النساء: ۱۳)

''یہ فرمانبرداری کرے اسے وہ بہشتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔''

اسی طرح فرمانِ الٰہی ہے:

یـاٰیهـا الـذین آمـنـوا اطیـعـوا الـلـه واطیـعوا الـرسول ولا تبطلوا اعمالکم. (محمد: ۳۳)

اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کیا کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کیا کرو اور اپنے اعمال برباد مت کرو۔

معصیتِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی معصیت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو

اللہ تعالیٰ کی معصیت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ومن یعص الله ورسوله ویتعد حدوده یدخله نارا خالدا فیها وله عذاب مهین. (النساء: ۱۴)

''اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے تجاوز کرے اسے وہ دوزخ میں داخل کرے گا جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت انگیز عذاب ہے۔''

اسی طرح فرمانِ الٰہی:

وقوله الا بلٰغا من الله ورسٰلٰة . ومن یعص الله ورسولله فان له نار جهنم خٰلدین فیها ابدا.(جن: ۲۳)

''مگر اللہ کی جانب سے احکامات اور اس کے پیغامات کا پہنچانا (میری ذمہ داری ہے) اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے تو بے شک اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔''

مخالفتِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی مخالفت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ومن یشاقق الله ورسوله فان الله شدید العقاب. (الانفال: ۱۳)

''اس لیے کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتے تو بے شک اللہ (اسے) سخت عذاب دینے والا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ذالک بانهم شاقوا الله ورسوله ومن یشاق الله فان الله شدید العقاب.(الحشر: ۴)

''یہ اس وجہ سے ہوا کہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے شدید عداوت کی (ان کا سرغنہ کعب بن اشرف نامور گستاخ رسول تھا) اور جو شخص اللہ (اور

رسول ﷺ کی) مخالفت کرتا ہے تو بے شک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔''

لاتعلقیِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی بیزاری و لاتعلقی کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی بیزاری ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

برآء ۃ من اللہ ورسولہ الی الذین عٰھدتم من المشرکین (التوبۃ: ۱)

''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف سے بیزاری (ودست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح و امن کا) معاہدہ کیا تھا (اور وہ مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح و امن کا) معاہدہ کیا تھا (اور وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے تھے۔''

اعلانِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کے اعلان کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

واذان من اللہ ورسولہ الیٰ الناس یوم الحج الا کبر ان اللہ بری ء من المشرکین ورسولہ. (التوبۃ: ۳)

''(یہ آیات) اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حج اکبر کے دن اعلان (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے اور اس کا رسول ﷺ بھی (ان سے بری الذمہ ہے۔''

اذیتِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی اذیت دینے کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کو اذیت دینا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ وأعدلھم عذاباً مھینا. (الاحزاب: ۵۷)

''جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اس نے ان کے لیے ذلت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔''

غضِ صوت عندالرسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی تکریم کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دلوں کا تقویٰ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ان الـذيـن يـغـضـون اصواتهم عند رسول الله اولٰئک الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى لهم مغفرة واجرعظيم. (الحجرات: ۳)

''بے شک جولوگ رسول ﷺ کی بارگاہ میں (ادب و نیاز کے باعث) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے چن کر خالص کرلیا ہے۔ ان ہی کے لیے بخشش ہے اور اجرِ عظیم ہے۔''

محبتِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی محبت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قـل إن كـان اٰباؤ كم وأبناؤ كم واخـوانكم وازاجكم وعشير تكم واموال ۨاقترفتموها وتجارة تخشون كسادها ومسٰكن ترضونها احـب اليـكم من الله ورسوله وجهاد فى سبيله فتربصوا حتىٰ ياتى الله بامره والله لا يهدى القوم الفٰسقين. (التوبة: ۲۴)

''(اے نبی مکرم ﷺ) آپ فرمادیں: اگر تمہارے باپ (دادا) اور تمہارے بیٹے (بیٹیاں) اور تمہارے بھائی (بہنیں) اور تمہاری بیویاں اور تمہارے (دیگر) رشتہ دار اور تمہارے اموال جو تم نے (محنت سے) کمائے اور تجارت و کاروبار جس کے نقصان سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو، تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے کے رسول (ﷺ) اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لے آئے۔ اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔''

اتباعِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کے اتباع کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی طرف سے مغفرت کا باعث ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قـل ان كـنـتـم تـحـبـون الـله فاتبعونى يحببكم الله ويغفر لكم ذنوبكم والله غفوررحيم. (آل عمران: ۳۱)

''اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا)

محبوب بنالے گا اور تمہارے لیے تمہارے گناہ معاف فرمادے گا، اور اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے۔''

دعوت الی الرسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی طرف دعوت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو دعوت الی اللہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

واذا قیل لھم تعالوا الیٰ ماانزل اللہ وإلی الرسول رأیت المنافقین یصدون عنک صدودا.(النساء: ٦١)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ (قرآن) کی طرف اور رسول ﷺ کی طرف آجاؤ تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ (کی طرف رجوع کرنے) سے گریزاں رہتے ہیں۔''

اسی طرح ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اذا دعوا الی اللہ ورسولہ لیحکم بینھم ان یقولوا سمعنا واطعنا.(النور: ٥١)

''جب انہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جاتا ہے تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے تو وہ یہی کچھ کہیں کہ ہم نے سن لیا اور ہم (سراپا) اطاعت پیرا ہو گئے۔''

محادت وعداوتِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کی محادت وعداوت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی محادت ومخالفت ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الم یعلمو انہ من یحادداللّٰہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدا فیھا ذٰلک الخزی العظیم. (التوبة: ٦٣)

''کیا وہ نہیں جانتے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کرتا ہے تو اس کے لیے دوزخ کی آگ (مقرر) ہے جس میں وہ ہمیشہ رہنے والا ہے، یہ زبردست رسوائی ہے۔''

ایک اور مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ان الـذین یحادون اللّٰـه ورسـولـه اولٰئک فی الأذلین (المجادله: ۲۰)

''بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے عداوت رکھتے ہیں وہی ذلیل ترین لوگوں میں سے ہیں۔''

تحریم رسول ﷺ کس عام فردِ بشر کی تحریم کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی تحریم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ولا یحرمون ماحرم الله ورسوله. (التوبة: ۲۹)

''اور نہ ان چیزوں کو حرام جانتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے حرام قرار دیا ہے۔''

قضاءِ رسول ﷺ کسی عام فردِ بشر کے قضاء وحکم یا فیصلہ کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وماکان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضی الله ورسوله امرا ان یکون لهم الخیرة من امرهم. (الاحزاب: ۳۶)

''اور نہ کسی مومن مرد کو (یہ) حق حاصل ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب اللہ اور اس کا رسول ﷺ کسی کام کا فیصلہ (یا حکم) فرمادیں تو ان کے کے لیے اپنے (اس) کام میں (کرنے یا نہ کرنے کا) کوئی اختیار ہو۔